سوال

(85)جہری نمازوں میں بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھیئ جائے یا آہستہ پڑھی جائے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جہری نمازوں میں قراءت کی جاتی ہے۔ اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے پڑھی جائے یا آہستہ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

اس میں علماء کا اختلاف ہے اور علماء دونوں ہی باتوں کے قائل ہیں۔ تاہم ہمارے نزدیک بسم اللہ آہستہ پڑھنا راجح ہے اور محققین اہل حدیث کا یہ مسلک ہے، چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری مرحوم ترمذی کی شرح میں لکھتے ہیں :

قلت قد ثبت قراءۃ البسملة فی الصلوۃ بِأَحادِيث صَحِيحَةٍ وہِیَ حُجَّۃٌ عَلَی الْإِمام مَالِکٍ وَالْإِسْرَارُ بِہَا عِنْدِي أَحَبُّ مِنَ الْجَہرِ بِہَا وَاللَّہُ تَعَالَی أَعْلَمُ۔ (تحفۃ الاحوذی : ص ۲۰۴ ج ۱ باب ما جاء فی ترک الجھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔)

یعنی حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے علی الرغم نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے البتہ جہر کے مقابلے میں اسرار (آہستہ پڑھنا) زیادہ پسندیدہ ہے۔ واللہ اعلم

ام القرآن کا ہر رکعت میں پڑھنا فرض ہے

عن عبداللہ ابن عمرو عن النبی ﷺ قال إذا کنت مع الامام فاقراء بام القران قبلہ اذا سکت۔ (کتاب القراءۃ : ص ۵۴)

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جب تو امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے پیچھے سکتہ میں یہی سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کر۔''

عن ابن عباس أَتَقرءُونَ فِی صَلَاتِکُم خَلفَ الإِمَامِ وَالإِمَامُ یَقرَأُ؟ فَلَا تَفعَلُوا وَلیَقرَأ أَحَدُکُم بِفَاتِحَۃِ الکِتَابِ فِی نَفسِہِ۔ (منتخب کنز العمال درحاشیہ مسند احمد : جلد ۳ ص ۱۸۶)

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مقتدیوں (صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب ہو کر) فرمایا :

جب امام پڑھتا ہے تو کیا تم اپنی نماز میں امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟ ایسا مت کیا کرو، تم میں سے ہر ایک صرف سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھ لیا کرے۔''

سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز غیر مکمل ہے

عن ابن عمر عن رسول اللہ ﷺ انہ قال من صلی صلوۃ لم یقرا فیھا بام القران فھی خداج غیر تمام۔ (کتاب القراءۃ: ص ۳۳)

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔ وہ نماز ناقص ہے (مردہ ہے) مکمل نہیں ہے۔

فاتحہ کے علاوہ کوئی قراءت مقتدی پر واجب نہیں

عن عبداللہ بن ابی قتادہ عن ابیہ ان النبی ﷺ اتقرون خلفی؟ قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب۔ (کتاب القراءۃ ص ۵۳)

''حضرت عبداللہ اپنے باپ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے پیچھے پڑھتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: سورۃ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھا کرو۔''

امام الانبیاء ﷺ کا فرمان اور فرضیت فاتحہ:

عن ابی سعید الخدری انہ قال امرنا رسول اللہ ﷺ ان نقراء فاتحۃ الکتب فی کل رکعۃ۔ (مسک الختام شرح بلوغ المرام: ج ۱ ص ۲۱۸، شرح مھذب: ج ۳ ص ۳۱۳)

''حضرت ابو سعید حذری رضی اللہ عنہ نے فرمای کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھا کریں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع اور فرضیت فاتحہ:

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، "أَمَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ"۔ (مسند احمد: ج ۳ ص ۳۔ ابوداؤد: ج ۱ ص ۱۱۸۔ کتاب القراۃ ص ۱۲)

''ابو نضرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) سورۃ فاتحہ جو میسر ہو پڑھا کریں۔''

سورۃ فاتحہ کی شان اور تارک کا نقصان:

قال سمعت ابا امامۃ یقول قال رسول اللہ ﷺ من لم یقراء خلف الامام فصلوتہ خداج۔ (کتاب القراۃ: ۵۳، طبع دھلی)

''حضرت ابو امامہ کے خادم ابو عنبسہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص (مردہ) ہے۔''

فرض تو صرف سورۃ فاتحہ ہی ہے :

عن عکرمۃ حدثنی عبداللہ بن عباس ان النبی ﷺ رکعتین لم یقرأفیھا الا بفاتحۃ الکتب ۔ (کتاب القراۃ : ص۸، فتح الباری : جز۳ ص۴۱۵ دھلی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے، پس پڑھیں آپ نے دو رکعتیں ان میں سوائے سورۃ فاتحہ کی قراءت نہ کی۔''

امام ومقتدی دونوں پر فاتحہ پڑھنا واجب ہے :

عَن عَمرِو بنِ شُعَیبٍ، عَن جَدِہٖ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ : «تَقرَؤُونَ خَلفِی؟» قَالُوا : نَعَم إِنَّا لَنَہُذُّ ہَذًّا قَالَ : «فَلَا تَفعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ القُرآنِ» ۔ (رواہ البخاری : جزء القرات، ص۸ طبع دھلی، کتاب القراۃ بیھقیص ۵۳ ۔)

''فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ میرے پیچھے پڑھتے ہو؟ لوگوں نے کہا ہاں، ہم لوگ جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا : نہ پڑھو مگر سورۃ فاتحہ۔''

ترک فاتحہ سے ہر نماز بے کار ہے :

عن ابن عمر قال رسول اللہ ﷺ لَا صَلوٰۃَ لِمَن لَّم یَقرَاءُ بِفَاتِحَۃِ الکِتَاب ۔ (کتاب القرائۃ : ص۳۳، طبع دھلی)

''ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔ اس کی نماز نہیں ہے۔''

سورۃ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز مقبول نہیں :

قال سمعت محمد ﷺ یقول کل صلوۃ لا یقراء فیھا فاتحۃ الکتاب فھی خداج لم یقبل ۔ (کتاب القراءۃ : ص۵۳، طبع دھلی ۔)

ہر نمازی کے لیے ہر نماز میں فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے :

جواب : سوال نمبر ۲ : سورۂ فاتحہ کے ارکان میں سے ایک رکن اور فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ نماز خواہ نفلی ہو یا فرضی، پڑھنے والا مقامی ہو یا مسافر، امام ہو یا مقتدی، یعنی ہر نمازی کے لیے ضروری کہ وہ اپنی ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ مجتہد مطلق امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح میں یوں باب باندھا ہے۔ :

بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَۃِ لِلإِمَامِ وَالمَأمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ کُلِّہَا، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا یُجہَرُ فِیہَا وَمَا یُخَافَتُ ۔ (صحیح بخاری : ص۱۰۴ ج۱)

''امام اور مقتدی کے لیے تمام حضری اور سفری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ چاہے جہری قراءت والی نماز ہو یا سری قراءت والی۔''

اور پھر یہ حدیث لائے ہیں :

(۱) عن عبادۃ بن الصامت أن رسول اللہ ﷺ قال لَا صَلوٰۃَ لِمَن لَّم یَقرَاءُ بِفَاتِحَۃِ الکِتَاب ۔ (صحیح بخاری : ص۱۰۴ ج۱)

''یعنی نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔ خواہ امام ہو یا مقتدی ہو، نماز نفل ہو یا فرض، سفری ہو یا حضری۔

یہی حدیث انہی الفاظ میں صحیح مسلم (ص ۱۶۹ ج ۱ باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ وانہ اذالم یحسن الفاتحۃ۔ الخ) ابو داؤد (ص ۱۱۸ باب من ترک القراءۃ الابفاتحۃ الکتاب) نسائی (ص ۹۳ ج ۱ باب ایجاب قرائۃ فاتحۃ الکتاب فی الصلوٰۃ) ابن ماجہ (ص ۶۰ ج ۱ باب القراءۃ خلف الامام) میں موجود ہے۔

(۲) عن عبادۃ بن الصامت قال صلی رسول اللہ ﷺ الصبح فثقلت علیہ قراءۃ فلما انصرف قال انی اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال لا تفعلوا الابأم القرآن فإنہ لاصلوٰۃ لمن لم یقرأبہا۔ (تحفۃ الاحوذی: ص ۲۵۳ ج ۱ باب ماجاء فی القراءۃ خلف الامام۔)

''یعنی آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ صبح کی نماز پڑھانے کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو، تو ہم نے کہا ہاں، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھا کرو سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم

احناف کے ایک استدلال کا جواب:

قارئین کرام! غور فرمائیے کہ اگر علمائے اسلام بالخصوص علمائے احناف، آیت یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِن یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ میں وارد رتمام مسلمانوں پر جمعہ کی فرضیت کے عام حکم میں سے ازروئے حدیث غلام، عورت، مسافر اور مریض وغیرہ اور احناف کے ایک گروہ علمائے بریلویہ کے نزدیک، عورت، بچہ، غلام، بیمار، مسافر، دیہاتی، نابینا اور لنگڑا پر ست جمعہ کی فرضیت کو مستثنیٰ قرار دے لیں اور پھر اس استثنا کو صحیح قرار دیں تو پھر وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْآن کے عام حکم سے ازروئے احادیث صحیح کثیرہ، امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے استثنا کو کیوں صحیح اور درست تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

پس جس طرح مذکورہ یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِن یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللہِ کے عام حکم سے ازروئے حدیث (اور وہ بھی ضعیف حدیث کے) غلام، مریض، عورت، مسافر وغیرہ پر جمعہ کی عدم فرضیت کی استثنا درست اور صحیح ہے، اسی طرح وَاِذَا قُرِیَٔ القرآن کے عام حکم سے ازروئے احادیث صحیحہ کثیرہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی استثنا درست اور صحیح ہے۔ فما جوابکم فھو جوابنا۔

پس ثابت ہوا کہ امام کے پیچھے مقتدی کے لیے بھی سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔ البتہ مقتدی امام کی قراءت کے وقت صرف سورت فاتحہ ہی پڑھے، سورت فاتحہ سے آگے مزید قرآن نہ پڑھے اور سورت فاتحہ آہستہ طور پڑھے۔

الحاصل امام، مقتدی، منفرد ہر نمازی ہر رکعت میں سورت فاتحہ ضرور پڑھے۔ جو نمازی اپنی نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے گا اس کی وہ نماز نہیں ہوگی۔

اگر کوئی ضدی متعصب حنفی ان مذکورہ قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کے دلائل وبراہین ہونے کے باوجود اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر مصر رہے کہ واذا قریٔ القرآن والی آیت کی وجہ سے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے آیت کے معنی میں تعارض وتخالف پیدا ہوتا ہے، کیونکہ آیت کے الفاظ کے معنویت کا تقاضا ہے کہ جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اس کی سنا جائے اور خاموش رہا جائے۔ تو ہم اس کی خدمت میں گزارش کریں کے یہ تعارض وتخالف تو جب ہوگا اگر مقتدی بھی امام کی طرح اونچی آوز میں سورۃ فاتحہ پڑھے، جیسا کہ نبی علیہ السلام کی امامت میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مسئلہ کی لاعلمی سے آپ کے پیچھے اونچی آواز سے قرات کی تھی۸۔ جس کی وجہ سے آپ کو پڑھنے میں دشواری پش آگئی تھی تو نماز سے فراغت کے بعد آپ نے ان کو فرمایا:

لَعَلَّکُمْ تَقْرَءُونَ خَلْفَ إِمَامِکُمْ» قُلْنَا: نَعَمْ ہٰذًّا یَا رَسُولَ اللَّہِ، قَالَ: «لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَإِنَّہُ لَا صَلَاۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِہَا۔ (ابو داود، ترمذی، واللنسائی معناہ بحوالہ مشکوٰۃ ج ا کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ فصل دوم۔)

''شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟ ہم نے کہا، ہاں (ہم آپ کے پیچھے پڑھتے ہیں) اے اللہ کے رسول۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم (ایسا) نہ کرو۔ (یعنی تم نہ پڑھا کرو) مگر سورت فاتحہ (پڑھا کرو)۔ کیونکہ اس کی کوئی نماز نہیں جس نے اس کو نہ پڑھا۔

حدیث ہذا سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے نماز میں اپنے پیچھے اونچی آ ﷺ واز سے قراءت کرنے والوں کو اونچی آواز سے قراءت کرنے سے منع کر دیا تھا اور آپ نے ان کو حکم فرمایا تھا کہ آہستہ آواز سے سورت فاتحہ پڑھا کرو۔ سورت فاتحہ سے مزید قراءت نہ کیا کرو۔ (اس کی صراحت ووضاحت سابقہ تفصیل سے گزر چکی ہے) غور کیجیے۔ جب مقتدی امام کی قرات کو سنے بھی اور خاموش بھی رہے اور سورت فاتحہ کو آہستہ طور پر پڑھے کہ دوسرا آدمی اس کے فاتحہ پڑھنے کو سن سکے تو پھر اس آیت کے معنی میں تعارض و تخالف کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ اسی لیے تو کئی صحیح احادیث میں مقتدی کو اقرأ بها فی نفسک (تو اس (سورت فاتحہ) کو آہستہ پڑھا کر) سے پابند کیا گیا ہے کہ مقتدی جہری نمازوں میں بھی سورت فاتحہ پڑھے، لیکن آہستہ آواز سے پڑھے۔ جیسا کہ اس معنی و مفہوم کی کئی احادیث کا سابقاً ذکر ہو چکا ہے۔ میں حیران ہوں کہ علمائے احناف ذیل کی صورتوں میں حکم عام میں سے ذیل والی چیزوں کے پڑھنے کی استثنا کی ممانعت و مخالفت پر اصرار کر رہے ہیں۔ آخر ایسا کیوں؟

(۱) واذا قرء القران آیت کے مطابق قراءت قرآن کے وقت سامع کو سننے اور خاموش رہنے کے حکم عام ہونے کے باوجود امام کی قرات کے وقت احباب احناف مقتدی کو دعا وثناء «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، تَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَىٰ جَدُّكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ» پڑھنا عین جائز قرار دے رہے ہیں۔ (فتاوی عالمگیری: ج ۱ ص ۱۲۳، قنیۃ ص ۸۳)

(۲) نماز فجر باجماعت ہونے کی حالت میں امام کی قراءت کے وقت صفوں کے پیچھے مسجد کے کسی ستون کے پاس کھڑے ہو کر فجر کی دو سنتیں پڑھ لینا جائز ہے۔ (ردالمحتار ص ۴۸۱)

(۳) جمعہ کا خطبہ سننا فرض ہے، لیکن اگر کسی کو دوران سماعتِ خطبہ یاد آ گیا کہ اس نے فجر کی نماز نہیں پڑھی ہے تو عام علمائے احناف کے نزدیک خطبہ جمعہ کے وقت اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک نماز جمعہ ہونے کی حالت میں بھی فجر کی نماز پڑھنی چاہیے۔ اگر فجر کی نماز پڑھنے کے دوران ہی نماز جمعہ ختم ہو گئی تو اب اس کو نماز ظہر پڑھنی چاہیے۔ (ردالمحتار)

مذہب حنفیہ بھی کیا خوب ہے۔ واذا قرئ القران کے حکم عام کی وجہ سے احادیث صحیحہ کثیرہ ہونے کے باوجود امام کے پیچھے مقتدی کو آہستہ طور پر سورت فاتحہ پڑھنے کو علماء احناف ممنوع قرار دیں، لیکن جمعہ کے خطبہ کا سننا جو فرض ہے، خطبہ جمعہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے، جمعہ کی نماز میں شامل ہونا فرض ہے، لیکن ان تینوں عام حکموں کی فرضیت کا قائل ہونے کے باوجود نماز فجر پڑھنے کے استثنا کو جائز قرار دینا حتی کہ نماز فجر پڑھتے پڑھتے اگر نماز جمعہ ختم ہو جائے تو نماز فجر پڑھنے والے کو نماز ظہر پڑھ لینے کو صحیح قرار دینا صرف علماء حنفیہ کا ہی کارنامہ ہے۔

(۴) جمعہ کا خطبہ سننا فرض ہے، دوران خطبہ اگر خطیب ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ آیت پڑھے تو عند الحنفیہ سامعین کو آہستہ آواز میں آپ پر درود سلام پڑھنا چاہیے۔ (شرح وقایہ ص ۶۵، رمز الحقائق شرح کنز الدقائق ص ۴۵)

قارئین کرام! غور کیجیے کہ جب علماء احناف کے نزدیک:

(۱) امام کے پیچھے اس کے مطلق قراءت کے وقت یا صرف قراءت بلاسیر کے وقت دعا وثناء پڑھنا جائز ہے اور یہ واذا قرئ القرآن والی آیت سے ممنوع وناجائز اور ممنوع ہوا؟ جو جواب دعا وثناء کے جواز کا ہو گا وہی جواب ہمارا ہو گا۔

(۲) جب فجر کی نماز میں امام کی قراءت کے وقت علماء احناف فجر کی مکمل دو سنتوں کو مسجد کے کسی ستون وغیرہ کے قریب پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں اور امام کی قراءت کے وقت مقتدی کا ان دونوں رکعتوں کا پڑھنا آیت واذا قرئ القرآن سے ممنوع وحرام نہیں تو پھر امام کی قراءت کے وقت مقتدی کا صرف سورت فاتحہ پڑھنا کیوں ممنوع وناجائز ہے؟ جو علماء احناف کا جواب سنت فجر کا ہو گا وہی جواب سورت فاتحہ کا ہو گا۔

(۳) اگر خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کے وقت فجر کی نماز (دو سنت، دو فرض رکعات) کی قضا پڑھنے کو جائز قرار دیں اور آیت واذا قری القرآن سے ممنوع نہ سمجھیں تو پھر امام کے پیچھے صرف سورت فاتحہ پڑھنے کو کیوں ممنوع وناجائز سمجھیں۔ جو جواب فجر کی نماز پڑھنے کا ہے وہی جواب امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کا ہے۔

(۴) اگر خطبہ جمعہ کے وقت خطیب کے يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا پڑھنے پر سامع (سننے والا) آہستہ سے آپ پر درود سلام پڑھ لے اور آیت واذا قری القران کا خلاف نہ ہو اور خطبہ جمعہ کے سننے کی فرضیت کا خلاف نہ ہو تو امام کے پیچھے مقتدی کے آہستہ آواز میں سورت فاتحہ کا پڑھ لینا کیسے ممنوع وناجائز ہوگا؟ خطبہ جمعہ کے وقت آپ پر درود وسلام پڑھنے کا جو جواب ہوگا وہی جواب امام کے پیچھے مقتدی کے لیے سورت فاتحہ پڑھنے کا ہوگا۔

قرآن وحدیث کے ان دلائل وبراہین سے ثابت ہوا کہ سورت فاتحہ اگرچہ قرآن مجید کی ایک سورت ہے۔ لیکن شان وعظمت کے اعتبار سے اسے باقی قرآن پر ایک گونہ امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ یہ قرآن مجید کی سب سے پہلی سات آیتوں والی سورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام سبع مثانی اور قرآن عظیم رکھا ہے۔ بالیقین یہی ایک سورت ہے جو دنیائے جہاں کے ہر مسلمان نمازی کو اس کی ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی وہ عظیم الشان عظیم المرتبت سورت ہے جس کے پڑھے بغیر نہ کوئی نماز ہوتی ہے اور نہ کوئی رکعت۔ چونکہ یہ سورت فاتحہ ہر نمازی کی ہر نماز کی ہر رکعت میں باربار دہرائی جاتی ہے اس لیے یہ سورت سبع مثانی اور قرآن عظیم نام سے عین اسم بامسمی ہوئی۔ یہی وہ عظیم الشان سورت ہے جو نماز میں اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان مناجات ومکالمہ کا سبب بنتی ہے اور نمازی اس کے پڑھنے سے مناجات الٰہی کے شرف سے مشرف ہوتا ہے۔ یہی وہ صورت ہے جو پورے قرآن مجید کے مفصل مضامین کا مجموعہ، خلاصہ اور لب لباب ہے۔

احناف کے اپنے گھر کی شہادت:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ آ کے شان نزول اور اس سے لیے جانے والے ہمارے مذکورہ معنی ومفہوم اور موقف کی تائید وتوضیح حنفیہ کے اپنے گھر کی شہادت سے بھی ہورہی ہے۔ چنانچہ مشہور دیوبندی مفسر مولانا عبدالماجد دریاآبادی۔ واذا قرئ القران فاستمعوا لہ وأنصتوا لعلکم ترحمون کے شان نزول کے متعلق یوں لکھتے ہیں:
حکم کے مخاطب ظاہر ہے کہ کفار ومشرکین ہیں اور مقصود اصلی یہ ہے کہ جب قرآن بہ غرض تبلیغ وغیرہ پڑھ کر تم کو سنایا جائے تو تم اسے توجہ وخاموشی کے ساتھ سنو۔ تاکہ اس کا معجزہ ہونا اور اس کی تعلیمات کی خوبیاں تمہاری سمجھ میں آجائیں اور تم ایمان لاکر مستحق رحمت ہوجاؤ۔ اصل حکم تو اسی قدر تھا لیکن علمائے حنفیہ اس کے مفہوم میں توسیع پیدا کرکے اس سے حالت نماز میں مقتدی کے لیے قرآنی سورت فاتحہ کی ممانعت بھی نکالی ہے۔ صیغہ امر کو استحباب کے لیے سمجھا جائے۔ (تفسیر ماجدی: ص ۳۷۳ حاشیہ ۲۹۹)

کیوں جناب! جب دیوبندی حنفی مفسرین اس آیت کے حکم کو عام تبلیغ پر محمول کرتے ہیں اور اس آیت کا یہی مقصود اصلی سمجھتے ہیں اور صیغہ امر کو استحباب پر محمول کرتے ہیں تو پھر دیگر متعصب علماء احناف اس آیت سے مقتدی کے لیے امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کو کیوں ممنوع وناجائز قرار دیتے ہیں؟

مزید برآن دیگر کتب فقہ حنفیہ میں بھی یہ صراحت موجود ہے کہ واذا قریٔ القرآن سے نماز میں سورت فاتحہ نہ پڑھنے کا ثبوت پیش کرنا لغو اور ساقط الاحتجاج ہے۔ جیسا کہ صاحب نورالانوار نے آیت واذا قری القران۔۔۔ الخ سے عدم قراءت فاتحہ پر دلیل پکڑنے کو آیت فاقرؤا ماتیسر من القران۔۔۔ الخ کے معارض قرار دے کر ساقط الاحتجاج والاعتبار ٹھہرایا ہے۔ لکھتے ہیں:

لِأَنَّ الْآيَتَيْنِ إِذَا تَعَارَضَتَا تَسَاقَطَتَا۔ (نوو الانوار: ص ۱۹۱)

''دو آیتیں جب باہم متعارض ہوں تو ان میں (کسی ایک) سے استدلال کرنا باطل ہوجاتا ہے۔''

اسی طرح فقہ حنفیہ کی کتاب تلویح (ص ۴۱۵ باب المعارضۃ والترجیح) میں لکھا ہے کہ یہ دونوں آیتیں ا وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ۔ الخ فَاقْرَؤُوا مَاتیسر من القران۔ الخ آ ایک دوسرے کی معارض ہونے کی وجہ سے ساقط الاحتجاج ہیں۔ (تلویح: ص ۴۱۰)

پس جب حنفیہ کے اپنے گھر کی ان شہادتوں سے فاقرؤا ماتیسر من القران کی وجہ سے واذا قرئ القران والی آیت کا حکم ساقط الاحتجاج ٹھہرا ہے تو پھر واذا قرئ القران والی آیت کے حکم کو امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہ پڑھنے پر ہرگز محمول نہیں کیا جا سکتا۔

چونکہ واذا قرئ القران والی آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نماز میں مقتدی کے لیے سورت فاتحہ کا حکم دیا ہے۔ اس لیے مقتدی کو ہر رکعت میں سورت فاتحہ کا پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے اور اس کے بغیر نماز نہ ہونے کی صراحت ووضاحت اور تائید و توضیح کے لیے کتب صحاح ستہ اور امام بیہقی کی کتاب "کتاب القراۃ" اور امام بخاری کی کتاب "جزء القراۃ" میں بہت سی صحیح احادیث موجود ہیں۔ جن سے اظہر من الشمس واضح ہے کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں امام، مقتدی، منفرد سب کے لیے سورت فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ سورت فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص336

محدث فتویٰ